بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

المٓصٓ ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَ
ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ
دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا
بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّاۤ
اَنْ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَلَنَسْــَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْــَٔلَنَّ
الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝

الف۔ لام۔ میم۔ صاد۔ (اے محبوب) ایک کتاب تمہاری طرف اتاری گئی تو تمہارا جی اس سے
نہ رکے اس لئے کہ تم اس سے ڈر سناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت * اے لوگو اس پر چلو جو تمہاری طرف
تمہارے رب کے پاس سے اترا اور اسے چھوڑ کر اور حاکموں کے پیچھے نہ جاؤ بہت ہی کم سمجھتے ہو *
اور کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کیں تو ان پر ہمارا عذاب رات میں آیا یا جب وہ دوپہر کو سوتے
تھے * تو ان کے منہ سے کچھ نہ نکلا جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے کہ ہم ظالم تھے *
تو بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے اور بے شک ضرور ہمیں پوچھنا
ہے رسولوں سے * تو ضرور ہم ان کو بتا دیں گے اپنے علم سے اور ہم کچھ غائب نہ تھے۔ (ع آ آ) * (ت:ک)

الاعراف ۸پ

۱۔ الف۔ لام۔ میم۔ صاد حروف مقطعات ہیں۔ تفسیر سورہ بقرہ میں ایسے الفاظ کی تشریح ہو چکی ہے

۲۔ یہ کتاب قرآن کریم آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تو اس میں کوئی شک نہ کرنا دل تنگ نہ ہونا اس کے پہنچانے میں کسی سے نہ ڈرنا، نہ کسی کا لحاظ کرنا بلکہ اگلے اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر و تحمل کے ساتھ کلام حق کی تبلیغ مخلوق خدا میں کرنا۔ اس کا نزول اس واسطے ہوا ہے کہ آپ کافروں کو ہوشیار اور متنبہ کر دیں۔ یہ قرآن مومنوں کے لئے نصیحت و عبرت اور وعظ و پند ہے (بحوالہ ابن کثیر)

۳۔ ان سے کہہ دیجیے کہ قرآن کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتارا گیا اور اللہ کے سوا دوست نہ بناؤ جن کا حکم مانو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو (تفسیر جلالین)

۴۔ بہت سی بستیاں ایسی ہیں کہ جن کو ہم نے یکایک ہلاک کر دیا وہ رات کو سوتے تھے یا دوپہر کو قیلولہ میں تھے یکایک عذاب الٰہی نے آلیا (تفسیر حقانی)

۵۔ "سو جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا اس وقت ان کے منہ سے بجز اس کے کوئی بات نہیں نکلتی تھی کہ واقعی ہم ظالم تھے"۔ سیبویہ نے کہا عرب کہتے ہیں اے اللہ مسلمانوں کے اچھے دعوے میں ہم ہم کو شامل کر دے۔ یعنی اچھی دعاؤں میں۔ مقصد یہ ہے کہ عذاب کو رد کر دینے کی قدرت ہی سکت نہیں تھی مجبوراً اپنی ناحق کوششوں کا ان کو اقرار کرنا پڑا تاکہ ایسے وقت میں اقرار سود مند نہ تھا (تفسیر مظہری)

۶ - "تو بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے" کہ انہوں نے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا اور ان کے حکم کی کیا تعمیل کی "اور بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے" کہ انہوں نے اپنی امتوں کو ہمارے پیغام پہنچائے اور ان امتوں نے انھیں کیا جواب دیا۔ (کنزالایمان)

۷ - اولاً تو ان سے سوالات ہوں گے تفتیش کے لئے پھر ہم ان کو خود بتا دیں گے کہ تم نے کیا کیا تھا یہ سوال و جواب اب قانونی کاروائی کے لئے ہوگا نہ کہ ہمارے علم کے لئے علیہم سے مراد یا تو وہ گزشتہ امتیں ہیں یا حضرات انبیاء کرام۔ پہلی صورت میں ان کے خلاف خبریں ہوں گی دوسری صورت میں حضرات انبیاء کی تائید میں * ہم دنیا میں ان امتوں سے یا ان کے نبیوں سے نہ بے خبر تھے نہ دور تھے نہ پس پردہ تھے ان کی ایک ایک حالت ایک ایک بات کی خبر رکھتے تھے لہٰذا ہمارا انھیں یہ سب کچھ بتانا بالکل درست ہوگا کسی کافر کو دم مارنے کی بات کے انکار کی جرأت نہ ہوگی۔ (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید : • قرآن مجید کی ساتویں سورت جس کا نام الاعراف ہے الحمدللہ اس کی تفسیر شروع ہو رہی ہے اس سورۃ پاک میں ۲۰۶ آیتیں اور ۲۴ رکوعات ہیں یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اگرچہ بعض علماء کرام کی رائے میں اس کی پانچ یا آٹھ آیات مدنی ہیں لیکن محققین کا مختار قول یہ ہے کہ اس کی تمام آیتیں بلا استثناء مکی ہیں اور حضرت ابن عباس رضی سے بھی بسند صحیح یہی مروی ہے * حروف مقطعات سِرٌّ بَیْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ہیں یعنی یہ وہ راز ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان ہیں * اہل علم فرماتے ہیں المص - ان حروف میں اس طرف لطیف اشارہ ہے الف سے اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف ل سے لطف الٰہی کی طرف م سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ص سے صعود یعنی بلندی و رفعت کی طرف۔ جس کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف خاص سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو دنیا و آخرت میں سربلندی اور رفعت عطا کی ہے۔

• اے محبوب اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ آپ کفار کی تکذیب سے دل تنگ نہ ہوں۔ یہ قرآن پاک آپ کے رب کی طرف سے نازل کردہ ہے اس میں کوئی شک نہیں (اصل مخاطب امت ہے کہ وہ شک نہ کرے) اس کے ابلاغ کے ضمن میں آپ کسی کی پرواہ نہ کریں یہ نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے۔ مقصود وحی تذکیر اور تنذیر ہے

• اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے جو کلام پاک نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کا سعادت عظیم ہے احکام الٰہیہ کی اطاعت کی جائے اور گمراہ کرنے والوں کی پیروی نہ کی جائے۔ تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو

• دعوت حق کی مخالفت اور مقابلہ کرنے والوں کو ان کے حرکات قبیحہ کی سزا ملی اور مخالفت حق کے باعث وہ ہلاک کر دیے گئے۔ انکار و سرکشی کا انجام ہلاکت و بربادی ہے

• عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر اظہار ندامت کرنا بے سود ہے۔ اس میں غافلوں اور سرکشوں کے لئے درس عبرت ہے

• امتوں سے بھی باز پرس ہوگی اور اللہ تعالیٰ انبیاء و رسل سے بھی دریافت فرمائے گا۔ • اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ٍالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ
مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝
وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝
وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ اِلَّآ
اِبْلِيْسَ ۗ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝

پ
الاعراف

اور (اعمال کا) تولنا اس دن برحق ہے پس جن کے بھاری ہوں گے ترازو تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ✱ اور جن کے ہلکے ہوں گے ترازو تو یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو بوجہ اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ بے انصافی کیا کرتے تھے ✱ اور یقیناً ہم نے ہی آباد کیا تمھیں زمین میں اور مہیا کر دیے تمھارے لئے اس میں زندگی کے اسباب۔ بہت ہی کم تم شکر ادا کرتے ہو ✱ اور بے شک ہم نے پیدا کیا تمھیں پھر (خاص) شکل و صورت بنائی تمھاری پھر حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم ؑ کو تو انھوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے نہ تھا وہ سجدہ کرنے والوں میں۔ (۷/۸ تا ۱۱ ✱ ت جن)

۸۔ قیامت کے دن نیکی بدی انصاف و عدل کے ساتھ تولی جائے گی اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہ کرے گا ✱ رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب لینے میں کافی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایک ذرے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا وہ نیکی کو بڑھاتا ہے اور اپنے پاس سے اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے (ابن کثیر)

۹۔ جن کے نیک عمل بھاری ہوں گے وہی فلاح کو پہنچیں گے اور جن کا وزن ہلکا ہوگا بہ سبب گناہوں کے پس وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو ٹوٹے (نقصان) میں ڈالا کہ دوزخ کے لائق ہوئے بہ سبب انکار کرنے ہماری آیتوں کے۔ (جلالین)

۱۰۔ زمین میں بنی آدم کو بسانا اور سب چیزوں پر مسلط کرنا اور پھر ضروری چیزیں جیسا کہ غلہ، ترکاری، پھل وغیرہ اور صنعت کے متعلق لوہا، پتھر، لکڑی وغیرہ ان کے لئے مہیا کر دینا ایک ایسا احسان ہے کہ جس سے گردن اٹھ ہی نہیں سکتی۔ مگر انسان بہت کم شکر کرتا ہے (حقانی)

۱۱۔ اے لوگو! ہمارے انعام و احسان یاد کرو کہ ہم نے پہلے تو تم کو تمہارے باپوں کی پشت میں پیدا فرمایا تم کو وہاں امانتاً محفوظ رکھا پھر تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں رکھ کر تم کو مختلف صورتیں بخشیں یہ انعام تو تم پر تھے ہی تم پر یہ بھی احسان کرو کہ ہم نے تمہارے جدِ امجد آدم علیہ السلام کو یہ عزت بخشی کہ انھیں اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا پھر ہم نے تمام نورانی مخلوق فرشتوں کو حکم دیا کہ تم میرے اس خلیفہ کو تعظیماً سجدہ کرو۔ اس حکم کے پاتے ہی سارے فرشتے مقرب ہوں یا عام ہوں سارے کے سارے

بیک وقت ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے تو اس میں کوئی جماعت میں ایک نام ابلیس بھی تھا اسے بھی سجدہ کا حکم تھا تو وہ اکڑ گیا اس نے سجدہ نہ کیا۔ (احسن التفاسیر)

مفہومات مزید: • میزان کی ایک زبان اور دو پلڑے ہوں گے (حضرت ابن عباسؓ وغیرہ) وزن کس چیز کا اور کس طرح ہوگا اس کے مختلف اقوال علماء ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ اعمال نامے تولے جائیں گے۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کے ایک آدمی کو سب کے سامنے لایا جائے گا اور اس کے ننانوے اعمال نامے کھولے جائیں گے ہر اعمال نامہ کی لمبائی بقدر رسائی نگاہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھے اس میں سے کسی بات کا انکار ہے؟ کیا میرے محرروں نے (لکھنے والے فرشتوں نے) کچھ تیری حق تلفی کی ہے۔ وہ شخص جواب دے گا نہیں اے میرے مالک (حق تلفی نہیں کی)۔ اللہ فرمائے گا کوئی عذر نہیں۔ تیری ایک نیکی ہمارے پاس موجود ہے اور آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک چھوٹا پرچہ نکالا جائے گا جس میں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ لکھا ہوگا وہ شخص عرض کرے گا میرے مالک ان دفتروں کے مقابلہ میں اس چھوٹے پرچے کی کیا حقیقت ہے۔ اللہ فرمائے گا تجھ پر ظلم نہیں ہوگا پھر تمام دفاتر اعمال ایک پلڑے میں اور وہ چھوٹا پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ اور اعمال ناموں والا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا اور پرچے والا پلڑا بھاری نکلے گا اللہ کے نام سے کوئی چیز بھاری نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی وغیرہ)

• عدم قبول دین حق اور اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ نظام سے منہ موڑنا، نہ ماننا اور بغاوت حقیقت میں آیات الٰہی سے ناانصافی اور ظلم ہے۔ اطاعت حق یا نیکی ہی اصل وزن ہے اور عدول حکمی نافرمانی، گناہ و معصیت بے وزن اور کھوکھلی ہوتی ہے قیامت کے دن ان حقیقتوں کا انکشاف ہوگا۔

• زمین کا بنایا جانا، اس میں پہاڑ، دریا، درخت کا اہتمام پھر انسانوں کو زمین میں ٹھکانا کر رہنے بسنے کی صلاحیت و قوت کا عطا کیا جانا، پیداوار، پھل، مصنوعات وغیرہ کو ذرائع معاش مقرر فرمانا اللہ تعالیٰ کے احسانات عظیم ہیں لیکن کم لوگ ان انعامات کا شکر ادا کرتے ہیں

• اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انسانوں کو پیدا کیا اور ان کو اچھی شکل و صورت سے نوازا اور خوب سے خوب تر بنایا پھر انسانوں کے جد اعلیٰ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو عزت خاص سے مالامال فرمایا کہ ملائکہ کو حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کی تعظیماً بصورت سجدہ بجالائیں تعمیل ارشاد میں سارے ملائکہ نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَ
خَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا
فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ۝ قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ إِنَّكَ
مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝
ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن
شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ
لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھ کو اس سے کون امر مانع ہے جب کہ میں تجھ کو حکم دے چکا۔ بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے * حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تو (آسمان سے) اتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو تکبر کرے یہاں (آسمان میں) سو نکل بے شک تو ذلیلوں میں شمار ہونے لگا * وہ کہنے لگا کہ مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک * اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی گئی * وہ کہنے لگا بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا * پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں اکثر کو احسان ماننے والا نہ پائیے گا * اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جو شخص ان میں سے تیرا کہنا مانے گا میں ضرور تم کو جہنم سے بھر دوں گا۔ (۷/ ۱۲ تا ۱۸ * ت: اک)

(الاعراف)

۱۲ - ابلیس جو حجت بازی میں آ رہا ہے کہ وہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق تھا کیونکہ اطاعت سے اس کے باز رہنا ہے کہ اس کے نزدیک افضل کو مفضول کے سامنے سجدہ کئے جانے کا حکم ہی نہیں دیا جا سکتا۔ تو وہ ملعون کہہ رہا ہے کہ میں اس سے بہتر ہوں پھر مجھے اس کے سامنے جھکنے کا حکم کیوں ہو رہا ہے؟ پھر اپنے بہتر ہونے کے ثبوت میں کہتا ہے کہ میں آگ سے بنا یہ مٹی سے۔ ملعون اصل عنصر کو دیکھتا ہے اور اس فضیلت کو بھول جاتا ہے کہ مٹی والے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور اپنی روح پھونکی ہے پس اس وجہ سے اس نے فرمان خداوندی کے ہوتے ہوئے قیاس فاسد سے کام لیا اور سجدے سے رک گیا خدا کی رحمتوں سے دور ڈال دیا گیا اور تمام نعمتوں سے محروم ہو گیا (ابن کثیر)

۱۳ - اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس نکل تو آسمانوں سے یا جنت سے کہ تجھ کو یہ لائق نہ تھا کہ جنت میں تکبر کرے پس نکل اس سے بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے (جلالین)

۱۴ - ابلیس مردود کی مہلت اس دن تک کی مہلت طلب جب تک کہ لوگ مر کر جی اٹھیں۔ ابلیس جی اٹھنے تک زندہ رہنے کی دعا مانگی اس لئے یہ بات سوچی تھی کہ میں موت سے محفوظ رہوں گا مگر خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ بلکہ ایک خاص وقت تک زندہ رہنے کی (اس کی) دعا قبول کی جو کہ خاص اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے

ابلیس کی دعا قبول کرنا گویا اس کی تمام عبادتوں کا معاوضہ اس کی خواہش کے مطابق دینا ہے۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

۱۵۔ کیا ٹھکانہ ہے حق تعالیٰ کی رحمتِ بے پایاں کا، عین انتہائی عتاب کے وقت ایسے فوری نافرمان کی درخواست قبول کر لینا بس حق تعالیٰ ہی کا حصہ تھا۔" (بحوالہ تفسیر ماجدی)

۱۶۔ اب جب کہ تو نے مجھے مہلت دے دی اور ان انسانوں کے سبب سے گمراہ بنا دیا میں تیری قسم کھاتا ہوں کہ جس طریقہ سے مجھ سے ممکن ہوگا میں ان کو بے راہ کرنے کی کوشش کروں گا * بعض علماء کا قول ہے کہ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ میں ب قسمیہ ہے یعنی تیرے اغواء کرنے کی قسم مراد یہ ہے کہ تیری نافذ الحکم قدرت کی قسم * راستے پر بیٹھنے سے مراد ہے راہ روی سے روکنے کی انتہائی کوشش کرنا جیسے راہزن قافلہ کے لئے بیٹھے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۱۷۔ "سامنے پیچھے دائیں بائیں" یعنی چاروں طرف سے الغرض گھیر کر راہ راست سے روکوں گا * چونکہ شیطان بنی آدمؑ کو گمراہ کرنے اور مبتلائے شہوات و قبائح کرنے میں انتہائی سعی خرچ کرنے کا عزم کر چکا تھا اس لئے اسے گمان تھا کہ وہ بنی آدمؑ کو بہکا لے گا اور انہیں فریب دے کر خداوند عالم کی نعمتوں کے شکر اور اس کی طاعت و فرمانبرداری سے روک دے گا۔ (حاشیہ کنز الایمان)

۱۸۔ جب ابلیس اپنا ارادہ فاسدہ رب سے عرض کر چکا تو رب تعالیٰ نے بطور عتاب اس سے فرمایا کہ تو بکواس نہ کر یہاں سے نکلنے والی بات کر یہاں سے عیبی ہو کر نکل اب تو نہ مومن ہے نہ عابد نہ عارف بلکہ اب تو کافر ہے خبیث ہے اور دنیا میں ذلیل پھرتا پھر کہ ہر جگہ سے پھٹکار کھاتا ہوا مارا مارا پھر اور تیری اولاد اور تیری اتباع کرنے والے انسان، ان سب سے دوزخ بھر دوں گا (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: • ابلیس ایک ناری مخلوق ہے وہ نوری مخلوق یا فرشتہ نہیں۔ ابلیس کو اپنی ذہانت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور اپنی عدول حکمی کی سزا پائی۔

• نافرمانی اور تکبر کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو آسمان یا جنت سے نکل جانے کا حکم صادر فرمایا اور ابلیس ذلیل قرار دیا گیا

• ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی اس وقت تک جب کہ لوگ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھیں یعنی قیامت تک

• اللہ تعالیٰ نے اپنی شان بے نیازی، قدرت اور فیاضی سے اس مغضوب کی دعا کو بھی قبول فرمایا اور اسے مہلت دیدی

• ابلیس نے مہلت ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی قسم کھائی کہ وہ خود تو گمراہ ہو چکا اب انسانوں کو بھی راہ راست سے بہکائے گا اور انہیں گمراہ کرتا رہے گا اس لئے وہ صراط مستقیم پر بیٹھا رہے گا اور نیک بندوں کو راہ حق سے دور کرنے کی ممکنہ کوشش کرتا رہے گا۔ جیسے کہ قافلوں کو لوٹنے کے لئے راہزن بیٹھتے ہیں

• لوگوں کو راہ راست سے روکنے کے لئے ہر طرف سے یعنی آگے پیچھے داہنے بائیں سے کوشش کرنے کا ابلیسی عہد * اکثر لوگ شکر گزار نہ ہوں گے

• ابلیس مردود کو نکل جانے کا حکم اور ذلت و خواری کے ساتھ ساتھ ابلیس اور اس کی راہ پر چلنے والوں کو جہنم میں بھر دیے جانے کی وعید۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ
الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا
وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ
اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ○ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ
النّٰصِحِيْنَ ○ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا
وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ
اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

اور اے آدمؑ تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے پاس
نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے ٭ پھر شیطان نے ان کے جی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر
کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے چھپی تھیں اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ
سے اسی لئے منع فرمایا ہے کہ تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے والے ٭ اور ان سے قسم کھائی
کہ میں تم دونوں کا خیرخواہ ہوں ٭ تو اتار لایا انھیں فریب سے پھر جب انھوں نے وہ پیڑ
چکھا ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھل گئیں اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے اور انھیں
۸/۲ ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے
الاعراف (۷/ ۱۹ تا ۲۲ ٭ ت: ک)

۱۹۔ ابلیس کو نکال کر حضرت آدمؑ و حوا کو جنت میں بسا دیا گیا اور بجز ایک درخت کے انھیں ساری
جنت کی چیزیں کھانے کی اجازت دیدی گئی۔ شیطان کو اس سے بڑا حسد ہوا ان نعمتوں کو دیکھ کر بغض جل گیا (ابن کثیر)
۲۰۔ "پھر شیطان نے دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کے پردہ کا بدن جو اب تک دونوں سے
پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو کر دے" قاموس میں ہے دل کے اندر پیدا ہونے والا یا شیطان کا ڈالا ہوا ایسا
خیال جو غیر مفید ہو وسوسہ ہے لغویوں نے لکھا ہے وسوسہ وہ بات جو شیطان دل میں ڈال دیتا ہے وسوسہ
کا اصل لغوی معنی ہے زیور کی آواز اور پست آہٹ ٭ کشف ستر کرا کے شیطان کو دونوں سے برائی
کرنی مقصود تھی سَوْاٰتِهِمَا یعنی قابل ستر اعضاء جن کو دونوں ہی سے کوئی بھی نہیں دیکھتا تھا نہ اپنے
نہ دوسرے کے ٭ "اور کہنے لگا تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے نہیں
روکا مگر صرف اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتہ ہو جاؤ یا ہمیشہ ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ"
ابلیس نے آدمؑ و حواؑ سے کہا تمہارے رب نے جو اس درخت کے پاس جانے کی ممانعت کی ہے اس کی وجہ
صرف یہ ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ کی زندگی تم کو نہ مل جائے یا یہ مطلب ہے کہ

(تفسیر مظہری)

اس کو تمہارا فرشتہ ہو جانا یا دوامی زندگی پانا پسند نہ تھا صرف اس لئے درخت کے پاس جانے کی ممانعت کر دی ہے۔ شیطان نے آدم سے کہا کیا میں تم کو ہمیشگی کا درخت اور ایسی ملک اور بادشاہت کا پتہ بتلا دوں جو ہمیشہ رہے فنا نہ ہو اور شیطان نے ان سے اللہ کی قسم کھائی کہ بے شک میں اس میں تمہارا خیر خواہ ہوں (جلالین)

ہوں۔ ابلیس نے حضرت آدم و حوا کو مذکورہ بالا دھوکہ و فریب دے کر عالم بالا سے زمین کی طرف، دار البقاء سے دار الفنا کی طرف عیش و راحت کی جگہ سے مشقت و تکلیف کی جگہ اتار دیا ہوا یہ کہ ان دونوں نے اس درخت کا پھل ابھی نام ہی کو کھایا تھا کہ ان پر مشقتوں اور محنتوں کی ابتداء ہو گئی کہ ان کا جنتی (نورانی) لباس ان سے اتر گیا اور وہ دونوں خاوند و بیوی ایک دوسرے کے سامنے بے لبادہ ہو گئے وہ دونوں شرم کی وجہ سے اپنا جسم جنت کے ایک درخت (انجیر) کے پتے اس کے تنکوں میں سی سی کر لپیٹنے لگے تاکہ ستر پوشی ہو اور حضرت رب تعالیٰ نے ان کو پکارا کہ اے آدم و حوا کیا ہم نے تم کو اس درخت کے کھانے سے نہ منع فرمایا تھا تم بھول کیوں گئے تم نے کھا کیوں لیا نیز کیا ہم نے تم کو پہلے ہی خبردار نہ کیا تھا کہ ابلیس تمہارا کھلا دشمن ہے تمہاری وجہ سے وہ جنت سے نکالا گیا مردود بارگاہ ہوا اس کی عبادات رائیگاں ہو گئیں تم نے یہ بھی خیال نہ کیا اور اس کی باتوں میں آگئے (احسن القصص)

معلومات مزید:
- بغوی نے فرمایا ہے کہ جنت میں حضرت آدم کا کوئی ہم جنس نہ تھا (اس لئے اکثر ان کی طبیعت ہم جنس نہ ہونے کے سبب گھبرایا کرتی تھی) ایک دن وہ سو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بائیں جانب سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا جب سو کر اٹھے تو دیکھا کہ سر کے قریب ایک خوبصورت عورت بیٹھی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو۔ انھوں نے جواب دیا میں حوا ہوں آپ کی بیوی ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے پیدا کیا کہ آپ کو میری وجہ سے آرام ہو اور مجھے آپ کی وجہ سے چین ہو (بحوالہ مظہری) ✱ درخت کے پاس جانے سے منع فرمایا گیا دراصل مقصود اس کے کھانے سے منع کرنا تھا اور نیز اس لئے منع فرمایا کہ کسی شے کے پاس جانے سے اس کی طرف خواہش اور رغبت ہوتی ہے ✱ شجر کے بارہ میں اختلاف ہے کہ آیا وہ کونسا شجر (درخت) تھا حضرت ابن عباسؓ اور وہبؓ کہتے تو یہ کہتے ہیں کہ وہ گیہوں کی بالی تھی۔ ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ وہ انگور تھا۔ ابن جریج کہتے ہیں انجیر تھا اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ کافور تھا۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ شجر سے مراد جنس شجر ہے یا شجرہ معینہ۔ ظالمین کے معنی اپنی جانوں کو ضرر دینے والے کے ہیں ظلم کے اصل معنی کسی شے کو بے موقع (لغات القرآن)
- شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالے تاکہ بے پردہ کر دے (چھپایا جانے والا حصہ) اور یہ خیال ڈالا کہ اس لئے روکا گیا ہے کہ کہیں تم فرشتے یا دائمی حیات والے نہ ہو جاؤ
- اپنی خیر خواہی جتانے شیطان نے جھوٹی قسم کھائی
- شیطان حضرت آدمؑ اور آپ کی اولاد کا کھلا دشمن ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ
اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ
فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا
عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ
مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ
اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ
يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ
لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

دونوں بولے اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر (بڑا) ظلم کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو یقیناً ہم تو بڑے گھاٹے میں آ جائیں گے ٭ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اترو تم (سب) کوئی کسی کا دشمن (ہو کر) اور زمین میں تمہارے لئے ٹھکانا (ٹھکانا) ہے اور نفع (حاصل کرنا) ایک وقت (معلوم) تک ٭ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اسی میں تمہیں جینا ہے اور اسی میں تمہیں مرنا ہے اور اسی سے نکالے جاؤ گے ٭ اے بنی آدم! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا (جو) تمہارے پردہ والے بدن کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس (اس سے بھی) بڑھ کر ہے، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں ٭ اے اولادِ آدم! یہ نہ ہو کہ شیطان تمہیں کسی خرابی میں ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا، اس طرح کہ دونوں سے ان کا لباس بھی اتروا دیا تاکہ ان دونوں کو ان کے پردہ کا بدن دکھائی دینے لگے، بے شک وہ خود اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے، ہم نے شیطانوں کو رفیق انہی لوگوں کا بننے دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ الاعراف ۸ (۷/۲۳ تا ۲۷ ٭ ت: م)

۲۳۔ ان دونوں نے عرض کیا اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحمت نہ فرمائے گا تو ہم بالیقین ٹوٹے (نقصان) والوں میں سے ہو جائیں گے (جلالین)

۲۴۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم سب باہم دشمن ہونے کی حالت میں اترو۔ تمہیں زمین میں رہنا ہے اور ایک وقت تک نفع اندوز ہونا ہے "اھبطوا" اگرچہ جمع کا صیغہ ہے مگر مخاطب صرف آدم و حوا[2] ہیں۔ ابلیس کو اس سے پہلے اتارا جا چکا ہے شاید (دو کی بجائے) جمع کا صیغہ اس لئے استعمال کیا گیا کہ ان دونوں کا نزول ساری نسل کے نزول کا سبب ہے (یعنی تم دونوں اور آئندہ ہونے والی تمہاری نسل سب اترو) بعض کے نزدیک ابلیس کو بھی ذیلی طور پر اس وقت بھی خطاب میں داخل

کر لیا گیا (اور تینوں کو حکم دیا گیا) تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ہمیشہ (دنیا میں) ان کو ساتھ رہنا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ اللہ جو حکم ان کو دیا گیا تھا اس مجموعہ کی خبر اس آیت میں (بصیغہ جمع) دے دی گئی۔ "اِلٰی حِیْنٍ" سے مراد ہے مرنے کے وقت تک (تفسیر مظہری)

25۔ پھر بتایا گیا کہ اسے بشارے قرار کی جگہ زمین ہے وہیں تم اپنی مقررہ زندگی کے دن پورے کرو گے جیسے کہ ہماری پہلی کتاب لوح محفوظ میں اول ہی سے لکھا ہوا موجود ہے اسی زمین پر جیو گے اور مرنے کے بعد بھی اسی میں دبائے جاؤ گے اور پھر حشر و نشر بھی اسی میں ہوگا۔ (ابن کثیر)

26۔ پھر دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو کپڑا بنانا سکھایا جس سے ستر ڈھانکا جاسکے تو یا اس بات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بڑی نعمت اور من آیات اللہ فرماتا ہے اور لباس کا نازل کرنا فرما کر آگے اور لباس کی طرف ارشاد فرماتا ہے یعنی پرہیزگاری کا لباس بہتر ہے۔ (تفسیر فتح المنان)

27۔ قصہ آدمؑ بیان کرنے کا مدعا و مقصد واضح فرما دیا کہ اے اولاد آدم اس شیطان کے مکر و فریب سے بچنا جو تمہارا ازلی دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ جیسے اس نے تمہارے باپ کو دھوکہ دیا تمہیں بھی وہ راہ حق سے منحرف کر دے * وہ دشمن جو دین و ایمان کا دشمن ہو اور کھل کر سامنے نہ آئے بلکہ غیر مرئی طور پر رگ و ریشہ میں نفوذ کر جائے اور دوست اور خیر خواہ کا روپ بھر کر دل میں وسوسہ اندازی کرے اس کی طرف سے تغافل برتنا سخت غلطی ہے، اس لئے اس سے چوکنا رہنے کی ہدایت فرمائی جا رہی ہے * کفار کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے وہ اللہ اور اس کے رسول کو اپنا دوست اور مددگار بنا لیں چاہے شیطان کے ساتھ اپنی دوستی کا رشتہ جوڑ لیں جب انہوں نے شیطان کی دوستی کو ترجیح دی تو ہم نے ان کو روکا نہیں بلکہ جس کو انہوں نے دوست بنانا چاہا اللہ نے اس کو دوست بنانے دیا "اِنَّا جَعَلْنَا" کا یہی مطلب ہے اور اس کی تائید بعد میں آنے والی آیت کر رہی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ شیطان اور کفار کے درمیان دوستی اور محبت کا رشتہ ہم نے استحکم کیا اور ان کو اس کی دوستی پر مجبور کر دیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

• معلومات مزید: بڑوں اور اچھوں، مقربین و کاملین کی باتیں، کام اور طور طریقے بھی بڑے، اعلیٰ اور رفیع الشان ہوتے ہیں اور ان کی یہی خصوصیتیں موجب مغفرت و نجات بن جاتی ہیں یعنی اعتراف خطا، اظہار ندامت، اپنے آپ کو ذمہ دار مان کر خود کو فضیحت، توبہ اور امید رحمت الٰہی۔

• جنت سے اترنے کا حکم * حضرت آدم و حوا کا جنت سے دنیا میں اتر آنا ایک حقیقت ہے * کرہ ارض کو حضرت آدمؑ اور آپ کی اولاد کا ٹھکانہ بنا دیا گیا اور یہیں پر نفع کے حصول اور مرنے تک استقرار کی وضاحت فرما دی گئی۔

• زمین پر جینے، یہیں پر مرنے اور یہیں سے اٹھائے جانے کی صراحت

• "لباس التقویٰ" سے بعض صحابہؓ، تابعین اور علماء و صالحین نے حسن خلق، خوف الٰہی، پاکدامنی، حیا اور ذرہ مراد لیا ہے

• شیطان اور کفار میں دوستی کا سبب احکام حق کی نافرمانی و انکار و عدول حکمی ہے۔

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ
لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ
وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ
تَعُودُونَ ۝ فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۗ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا
الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ ۝ يَا بَنِي آدَمَ
خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
الْمُسْرِفِينَ ۝

اور جب کرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام (تو) کہتے ہیں پایا ہم نے ایسا ہی کرتے ہوئے اپنے باپ دادا کو اور اللہ نے ہمیں یہی حکم دیا اس کا۔ آپ فرما دیجئے بے شک اللہ حکم نہیں دیتا بے حیائیوں کا کیا ایسی بات لگاتے ہو اللہ پر جو تم نہیں جانتے * آپ فرمایئے حکم دیا میرے رب نے عدل و انصاف کا اور سیدھا کرو اپنے چہرے (قبلہ کی طرف) ہر نماز کے وقت اور عبادت کرو اس کی اس حال میں کہ تم خالص کرنے والے ہو اس کے لئے عبادت کو۔ جس طرح اس نے پہلے پیدا کیا تھا تمہیں ویسے ہی تم لوٹو گے * ایک گروہ کو اللہ نے ہدایت دے دی اور ایک گروہ ہے کہ مقرر ہو گئی ان پر گمراہی انہوں نے بنا لیا شیطانوں کو (اپنا) دوست اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں * اے آدم کی اولاد! اپنی لیا کرو اپنا لباس ہر نماز کے وقت اور کھاؤ پیو اور فضول خرچی نہ کرو بے شک اللہ نہیں پسند کرتا فضول خرچی کرنے والوں کو (الاعراف ۸ ۷/۲۸ تا ۳۱ * ت: ج)

۲۸۔ مشرکین برہنہ ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسے ہم پیدا ہوئے اسی حالت میں طواف کریں گے * یہ دستور تھا کہ قریش کے سوائے تمام عرب بیت اللہ شریف کا طواف اپنے پہنے ہوئے کپڑوں میں نہیں کرتے تھے سمجھتے تھے کہ یہ کپڑے جنھیں پہن کر خدا کی نافرمانیاں کی ہیں اس قابل نہیں رہا کہ انھیں پہنے ہوئے طواف کر سکیں ہاں قریش جو اپنے تئیں حمس کہتے تھے اپنے کپڑوں میں ہی طواف کرتے تھے اور جن لوگوں کو قریش کپڑے بطور ادھار دیں وہ لیں ان کے دیئے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کر سکتا تھا یا وہ شخص نئے کپڑے پہنے ہوئے طواف کر سکتا تھا جس کے پاس نئے کپڑے ہوں پھر طواف کے بعد ہی انھیں اتار ڈالتا تھا اب یہ کسی کی ملکیت نہیں ہونے کے۔ نہ جس کے پاس نیا کپڑا نہ ہو اور حمس لوگ اسے اپنا کپڑا نہ دے تو اسے ضروری تھا کہ وہ برہنہ ہو کر طواف کرے آگے پیچھے کوئی معمولی سی چیز رکھ لیا کرتے * عموماً عورتیں رات کے وقت طواف کرتی تھیں یہ بدعت انھوں نے از خود گھڑ لی تھی اور سند بجز باپ دادوں کے اس فعل کے اور ان کے پاس کچھ نہ تھی لیکن اپنی خوش فہمی اور غلط فہمی سے کہہ دیتے تھے کہ خدا کا بھی یہی حکم ہے

تھیں کہ ان کا خیال تھا کہ اگر یہ فرمودۂ خدا نہ ہوتا تو ہمارے بزرگ اس طرح نہ کرتے اس لئے حکم ہوتا ہے کہ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کے کاموں کا حکم نہیں کرتا۔ ایک تو برا کام کرتے ہو دوسرے حقیقت کے خلاف اس کی نسبت خدا کی طرف کرتے ہو یہ بہت بڑی جرأت اور بے باکی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲۹۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اَلْقِسْط سے مراد لا الٰہ الا اللہ ہے ضحاک نے کہا توحید مراد ہے مجاہد اور سدی کے نزدیک عدل مراد ہے لغت میں قسط کا معنی ہے امر متوسط جس کا جھکاؤ طرفین میں سے کسی ایک کی جانب زیادہ نہ ہو افراط و تفریط کے درمیان امر کا نام قسط ہے * مجاہد اور سدی نے آیت کا تفسیری مطلب یوں بیان کیا جہاں بھی ہو نماز کے اندر اپنا منہ کعبہ کی طرف رکھو۔ بعض علماء نے کہا کہ اللہ کی عبادت کی طرف سیدھے توجہ ہو جاؤ کسی دوسرے کی طرف رخ نہ موڑو * الطاعت (اسی کی عبادت کرو) اور عبادت کو شرک و ریا اور شہرت طلبی سے پاک و صاف رکھو * جس طرح اس نے پہلے تم کو مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا اسی طرح مرنے کے بعد تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور اللہ تمہارے اعمال کے موافق بدلہ دے گا۔ تخلیق ثانی کو تخلیق اول سے تشبیہ دینے کی غرض یہ ہے کہ تخلیق ثانی ممکن ہے اور تخلیق اول کی طرح۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۳۰۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے فضل و کرم سے ایک فریق کو ہدایت عطا کی ہے اور ایک گروہ گمراہ ہو گیا اور گمراہ وہ ہیں کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا دوست و کارکن بنا رکھا ہے اور پھر ویسے اندھے ہیں کہ الٹے اس گمراہی کو ہدایت سمجھتے ہیں۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

۳۱۔ اے لوگو! ہر نماز کے وقت ستر پوشی کا لباس ضرور پہن لیا کرو یا جب مسجد میں جاؤ تو ستر پوشی کا لباس پہن کر جاؤ یا اے لوگو! ہر نماز یا ہر سجدے میں اعلیٰ لباس پہنو اور تم ہر حلال غذا اور ہر حلال پانی شربت وغیرہ پیا کرو ان میں کوئی روک ٹوک نہیں ہاں لباس، غذا اور وغیرہ میں فضول خرچی نہ کیا کرو درمیانی چال اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والے فضول خرچوں کو ناپسند کرتا ہے۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: • اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کے شرک، گناہ اور بے حیائی کے کاموں سے منع فرمایا ہے ماں باپ داداؤں کے نامناسب طور طریق اور غلط کاموں کو اپنانا اور حکم خداوندی کے خلاف من مانی کرنا نہایت برا، ناواجبی، غیر صحیح، گناہ اور بے جا جرأت و بے باکی ہے۔ اس سے بچنا علامت سعادت ہے۔

• اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کا حکم فرمایا ہے۔ نماز کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف کامل طور پر متوجہ رہو۔ دنیا میں جن اعمال اور حالات میں ہوں گے اسی کی طرح آخرت میں اٹھیں گے

• کوئی ہدایت سے مالا مال اور کوئی فریق گمراہ اور شیاطین کا رفیق ہے اور ان گمراہوں کی بد نصیبی ہے کہ اس گمراہی کو ہدایت سمجھتے ہیں

• مسجد میں اچھے لباس سے حاضر ہو، حلال غذا کھاؤ حلال پانی پیو حد سے آگے نہ بڑھو حد سے تجاوز کرنے والے اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِيٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ
وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا
عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ
سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

آپ فرمایے اللہ کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بنائی ہے کس نے حرام کر دیا ہے اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو۔ آپ فرما دیجئے کہ یہ اشیاء ایمان والوں کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی (اور) قیامت کے دن تو خالص (انھی کے لئے)۔ ہم اسی طرح کھول کر آیتوں کو بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں ✶ آپ فرما دیجئے کہ میرے پروردگار نے تو بس بے ہودگیوں کو حرام کیا ہے ان میں سے جو ظاہر ہوں (ان کو بھی) اور جو پوشیدہ ہوں (ان کو بھی) اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی کو اور اس کو (بھی) کہ تم اللہ کے ساتھ شریک کرو جس کے لئے (اللہ نے) کوئی دلیل نہیں اتاری اور اس کو (بھی) کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی جھوٹی بات لگا دو جس کی تم کوئی سند نہیں رکھتے ✶ اور ہر امت کے لئے ایک میعاد معین ہے جب ان کی میعاد معین آجاتی ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ (۷/۳۲ تا ۳۴ ✶ ت: م)

پ ۸ الاعراف

۳۳۔ کھانے پینے اور پہننے کی ان بعض چیزوں کو بغیر اللہ تعالیٰ کے فرمائے حرام کر لینے والوں کی تردید ہو رہی ہے اور بعض ان کے اس فعل سے روکا جا رہا ہے یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والوں اور اس کی عبادت کرنے والوں کے لئے ہی تیار ہوئی ہیں گو دنیا میں ان کے ساتھ اور لوگ بھی شریک ہیں لیکن قیامت کے دن یہ الگ کر دیئے جائیں گے اور صرف مومن ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے نوازے جائیں گے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ راوی ہیں کہ مشرک برہنہ ہو کر اللہ کے گھر کا طواف کرتے تھے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے لہذا یہ آیتیں اتریں۔ (ابن کثیر)

۳۴۔ "الفواحش" یعنی وہ باتیں جن کے اندر برائی بہت زیادہ ہے۔ ظاہر فواحش یعنی مردوں کا برہنہ ہو کر دن میں طواف کرنا۔ پوشیدہ فواحش جیسے عورتوں کا برہنہ ہو کر رات میں طواف کرنا۔ بعض لوگوں نے کہا علانیہ اور چھپ کر زنا کرنا۔ حضرت ابن مسعودؓ کی مرفوع روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں اسی لئے اس نے تمام کھلی چھپی بے حیائیوں کو حرام کر دیا ہے۔ اور اللہ سے زیادہ کوئی اپنی تعریف کو پسند کرنے والا بھی نہیں ہے اسی لئے خود

اس نے اپنی تعریف کی ہے۔ "الاثم" سے مراد موجب اثم ہے یعنی گناہ اور اللہ کی نافرمانی۔ یہ لفظ عام ہے فواحش بھی اس میں داخل ہے خاص کے بعد (حکم کی ہمہ گیری ظاہر کرنے کے لئے) عام کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ ضحاک نے کہا اثم سے مراد ہے وہ گناہ جس کی کوئی سزا مقرر نہیں۔ حسن نے کہا اثم شراب ہے ایک شاعر کا قول ہے میں نے اثم کو اتنا پیا کہ میری عقل غائب ہو گئی۔ اثم سے عقل جاتی ہی رہتی ہے۔ "البغی" سے مراد ہے ظلم یا غرور یا عادل بادشاہ کے خلاف بغاوت "سلطانا" دلیل۔ اس لفظ سے مشرکوں کا مذاق اڑایا گیا ہے اور اس امر پر تنبیہ کی گئی ہے کہ بے دلیل بات کا اتباع حرام ہے۔ کعبۃ یا جانوروں کی (خود ساختہ) حرمت کو اللہ کے ذمہ باندھنا اور برہنہ طواف کو اللہ تعالیٰ کا حکم قرار دینا۔ مقاتل نے کہا دین میں بغیر یقین کے کوئی بات کہنے کی اس لفظ نے عمومی تحریم کر دی (تفسیر مظہری)

۳۴۔ ہر جماعت بلکہ ہر شخص کی موت کا وقت مقرر ہے جب وہ وقت آجاتا ہے تو کوئی اس سے ایک پل آگے پیچھے نہیں ہو سکتا لہذا اپنی زندگی کا زمانہ غنیمت جانو اس زمانہ میں نیکیوں کا تخم بو لو پھر یہ وقت ہاتھ نہ آئے گا موت آجانے پر کف افسوس ملو گے اور اس افسوس سے کچھ نہ بنے گا (اشرف التفاسیر)

مضمرات عزیز: • کہہ دیجیے کہ کس نے حرام کیا ہے اس لباس اور زینت کو جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے بنایا ہے اور پاک اور لذیذ روزی جو اللہ نے دی ہے کہہ دیجیے وہ زینت اور کھانے ایمان والوں کے لئے ہیں دنیا کی زندگی میں یعنی مستحق اس کے اہل ایمان ہی ہیں اگرچہ ان کے سوا اور لوگ بھی دنیا میں ان کے شریک اس زینت وغیرہ میں ہیں قیامت میں خالص ایمان والوں کو ہی یہ نعمت نصیب ہوگی وہاں اور کوئی ان کا شریک نہ ہوگا۔

• اللہ تعالیٰ نے حرام کر دی ہیں بے حیائی کی باتیں خواہ ظاہر ہوں یا خواہ چھپی ہوئی ہوں اور گناہ جیسا کہ شراب پینا اور ناحق زیادتی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا کہ جس پر کوئی دلیل بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹی باتیں سے تھامنا یہ سب باتیں حرام ہیں۔

• اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ افراد اور جماعتوں سب کے لئے ان کی موت وحیات کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے قوانین اور اصولوں کے موافق وقت اور مہلت مقرر فرما دیا ہے۔ کوئی نہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے موت وفات کا سامنا کرے گا اور نہ کوئی وقت گزر جانے کے بعد ایک پل بھی زندہ و سلامت رہ سکے گا۔ ہر ایک کے لئے اس کی زندگی اور موت کا وقت مقرر ہے لہذا فرد اور جماعت ہر ایک کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ زندگی کی مہلت اور ایمان و اعمال صالحہ کا موقع عطا فرمایا ہے اسے غنیمت سمجھتے ہوئے خالق کون و مکاں معبود حقیقی کی عبادت اور مخلوق خدا اور بندوں کی خدمت اور ا کی راحت کے لئے ممکنہ کوشش کرے۔ اطاعت حق اور اتباع رسالت میں باقی زندگی گزار

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ
قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي
اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ
مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا
جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا
مِّنَ النَّارِ ۥ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ
فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝

اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں کے رسول آئیں میری آیتیں پڑھتے، تو جو پرہیزگاری
کرے اور سنورے تو اس پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم * اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور
ان کے مقابل تکبر کیا وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا (ہے) * تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے
اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں، انہیں ان کے نصیب کا لکھا پہنچے گا یہاں تک کہ
جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے آئیں تو ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو
تم اللہ کے سوا پوجتے تھے کہتے ہیں وہ ہم سے گم گئے اور اپنی جانوں پر آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ
کافر تھے * اللہ ان سے فرماتا ہے کہ تم سے پہلے جو اور جماعتیں جن اور آدمیوں کی آگ میں گئیں
انہیں میں جاؤ جب ایک گروہ داخل ہوتا ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے یہاں تک کہ جب سب
اس میں جا پڑے تو پچھلے پہلوں کو کہیں گے اے رب ہمارے انہوں نے ہم کو بہکایا تھا تو ع ۴
انہیں آگ کا دونا عذاب دے۔ فرمائے گا سب کو دونا ہے مگر تمہیں خبر نہیں * اور پہلے الاعراف
پچھلوں سے کہیں گے تو تم کچھ ہم سے اچھے نہ رہے تو چکھو عذاب بدلہ اپنے کئے کا۔ (۷/۳۵تا۳۹*ت:ک)

۳۵۔ انسانوں کو ڈرایا جاتا ہے کہ وہ جب رسولوں سے ڈرانا اور رغبت دلانا سنیں تو بدکاریوں کو ترک
کر دیں اور خدا کی اطاعت کی طرف جھک جائیں جب وہ یہ کریں گے تو وہ ہر کھٹکے اور ناامیدی سے محفوظ ہو جائیں گے (ابن کثیر)

● اے اولاد آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے پیغمبر آئیں جو تم کو میرے حکم سنائیں سو جو کوئی شرک سے
بچے اور اچھے عمل کرے پس ان کو کچھ ڈر نہیں عذاب کا اور نہ وہ آخرت میں غمگین ہوں گے۔ (جلالین)

۳۶۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے ماننے سے تکبر کیا پس ان پر ایمان نہ لائے

وہیں ہیں دوزخ والے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (الضیاء)

۳۷۔ اب وقت نزع سے لے کر ہمیشہ تک ان کا حال بیان فرماتا ہے کہ ان کو ان کی تقدیر کا لکھا پہنچتا ہے وہ یہ کہ بوقت نزع فرشتے جو ان کی جان قبض کرنے کو آتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں کہ اب وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک کرتے تھے جواب دیتے ہیں کہ اب وہ کھوئے گئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ (حقانی)

۳۸۔ (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یا موت کے وقت فرشتہ) کہے گا تم سے پہلے جن و انس کے جو فرقے گزر چکے ہیں ان کے ساتھ شامل ہو کر تم بھی دوزخ میں چلے جاؤ جس وقت بھی (دوزخ میں) کوئی جماعت داخل ہوگی وہ اپنی جیسی دوسری جماعت پر لعنت کرے گی یعنی اس جماعت پر لعنت کرے گی جو اس کی طرح گمراہ ہوگی اور جس کی پیروی کی وجہ سے یہ گمراہ ہوئی ہوگی یہود عیسائیوں پر اور عیسائی یہودیوں پر اور تمام گمراہ پیرو گمراہ کرنے والے لیڈروں پر لعنت کریں گے۔ (یہاں تک کہ جب دوزخ کے اندر (پچھلی اور پہلی) سب جماعتیں جمع ہو جائیں گی تو پچھلی جماعت پہلی جماعت کے متعلق کہے گی اے ہمارے مالک انہوں نے ہم کو گمراہ کیا ان کو دوزخ کا دوگنا عذاب دے (گمراہ ہونے کا اور گمراہ کرنے کا) اللہ فرمائے گا تم میں سے ہر ایک کے لئے دوگنا عذاب ہے لیکن تم (ابھی) واقف نہیں یعنی جتنا بظاہر دوسروں کو عذاب نظر آ رہا ہے حقیقت میں اس سے دوگنا ہے۔ ہر عذاب کی ایک ظاہری شکل و مقدار ہوگی جو دوسروں کو دکھائی دے گی اور ایک باطنی کیفیت و مقدار ہوگی جو دوسروں کو نہیں دکھائی دے گی اور نہ دیکھنے کی وجہ سے خیال کیا جاتا تھا کہ اندرونی طور پر اس پر عذاب نہیں ہے یا یہ مطلب ہے کہ گمراہی کا تقاضا جس عذاب کا ہے اس سے دوگنا عذاب ہر فریق پر ہو گا پہلوں پر ایک عذاب تو ان کے کفر کا ہوگا اور دوسرا عذاب گمراہ کرنے کا اور اتباع کے متبعین پر ایک عذاب اپنے کفر کا ہوگا اور دوسرا اہل حق کو چھوڑ کر اہل باطل کی تقلید کرنے کا۔ (تفسیر مظہری)

۳۹۔ (دوزخ میں عذاب بھگتنے والے اگلے نافرمان) سردار (بعد والے گمراہ دوزخیوں سے) کہیں گے جو تو خوا تم ہم سے افضل نہ تھے تم بھی اپنی اولاد و بیویاں کے کافر تھے کہ تمہارے کفر کی وجہ سے تمہارے متعلقین کافر بنے نیز تم نے ہمیں سردار بنا کر ہم میں تکبر پیدا کر دیا لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تم خاموش رہو اپنی حرکتوں اپنے جرموں کی سزا بھگتتے جاؤ (اشرف التفاسیر)

مضامین مزید: • شرک سے بچ کر اعمال صالحہ کرتے رہنے والوں کے لئے مژدہ کہ وہ بے خوف اور بے غم رہیں گے • آیات ربانی کی تکذیب و تکبر اور کفر کرنے والوں کو دوزخ میں ہمیشہ رہنے کی وعید • وقت نزع مشرکین کا اعتراف کفر • گمراہ لوگوں کے گروہوں کا ایک دوسرے پر لعن۔ پچھلے گمراہوں کا اگلے والوں کے متعلق رب تعالیٰ سے عرض کرنا کہ انھیں دوگنا عذاب دیا جائے • اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ تم میں ہر ایک کے لئے دوگنا عذاب ہے لیکن تم اس سے واقف نہیں • اگلے نافرمان دوزخیوں

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا
يَدْخُلُونَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ۝ لَهُمْ
مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِينَ ۝
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ أُولٰٓئِكَ
أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ ۖ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰنَا لِهٰذَا ۖ قف
وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ۖ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا
بِالْحَقِّ ۖ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

بے شک جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے اکڑ بیٹھے نہ تو ان کے لیے آسمان کے
دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ سوئی کے ناکے میں اونٹ نکل جائے
اور ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں * کہ ان کے لیے آگ کا بچھونا ہوگا اور (اس کا) اوپر سے
اوڑھنا ہوگا اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں * اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے
کام کیے اور ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے وہی اہل جنت ہیں جو اس میں
ہمیشہ رہا کریں گے * اور ان کے دلوں کی رنجشوں کو بھی ہم دور کر دیں گے ان کے نیچے نہریں بہتی
ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ جس نے ہم کو اس کی رہنمائی
کی اور ہم تو کبھی راہ نہ پاتے اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ کرتا۔ بے شک ہمارے پاس ہمارے رب
تعالیٰ کے رسول دین (حق) لے کر آئے۔ اور (وہاں) ان کو سنا دیا جائے گا کہ تم اس
الاعراف ۸ جنت کے وارث کیے گئے ہو ان عملوں کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔ (۷/ ۴۰ تا ۴۳ * ت: ح)

۴۰۔ کافروں کے نہ تو نیک اعمال خدا کی طرف اوپر چڑھیں نہ ان کی دعائیں قبول ہوں نہ ان کی روحوں
کے لیے آسمان کے دروازے کھلیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب بدکاروں کی روحیں قبض کی
جاتی ہیں اور فرشتے انہیں لے کر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے
گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ خبیث روح کس کی ہے۔ یہ اس کا برے سے برا نام لے کر بتلاتے ہیں کہ فلاں
کی۔ یہاں تک کہ اسے آسمان کے دروازے تک پہنچاتے ہیں لیکن ان کے لیے دروازہ کھولا
نہیں جاتا۔ امام ابن جریر نے لکھا ہے کہ نہ ان کے اعمال چڑھیں نہ ان کی روحیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

• کفار و متکبرین کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھلتے ہیں نہ یہ جنت میں داخل ہوں گے
جیسا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا محال ہے اسی طرح ان کا عالم قدس میں جانا (حقانی)

۴۱ - اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ان لوگوں کو جو کفر کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کا بچھونا اور دوزخ کا ہی اوڑھنا ہوگا جو ان کے لئے بمنزلہ سائبان ہوگا اور ہم ظالموں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ (جلالین)

۴۲ - جو انسان ایمان لائے اس طرح کہ ایمان پر وفات پائی اور ہر قسم کے نیک اعمال کرتا رہے مگر بقدر طاقت کریں کہ ہم کسی کو طاقت سے زیادہ اعمال کا حکم نہیں دیتے اتنے ہی اس قسم کے اعمال لازم فرماتے ہیں جن کو نفس انسانی بہ آسانی کر سکے اس قسم کے لوگ جنت والے ہیں یا جنت کے مالک ہیں یا جنت کے مستحق ہیں وہ جنت ہی میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کہ نہ تو ان کو موت آئے نہ جنت فنا ہو، نہ وہ جنت سے نکالے جائیں نہ جنت کے ایک مقام سے دوسرے مقام میں منتقل کیے جائیں وہ جنت کے اور جنت ان کی۔ خیال رہے کہ مومن متقی دنیا میں یہ سمجھتا رہا کہ میرا کچھ بھی نہیں حتیٰ کہ میں بھی اپنا نہیں میری زندگی اور میری موت سب اللہ رسول کا ہے تو اس کا اجر ملا کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں اس کی ہو گئیں (اشرف التفاسیر)

۴۳ - ہم ضرور نکال دیں گے غل (یعنی حسد اور دشمنی) جو ان کے آپس میں یا دنیا ہی میں یہاں تک کہ ان کے آپس میں دوستی یا دوستی اور محبت رہ جائے گی۔ اگر اللہ ایک کو کسی خصوصی نعمت سے سرفراز فرماتا تھا اور دوسرے کو وہ چیز نہیں عطا کی گئی ہوگی تو اس کو اس بات سے حسد نہ ہوگا ٭ جنت میں داخل ہونے کے بعد ان کے گھروں کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ٭ اور وہ کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا اگر اللہ نے ہم کو ہدایت نہ کی ہوتی تو ہم ہرگز ہدایت یاب نہ ہوتے۔ اللہ کے پیغمبر برحق آئے تھے اور حق پیام لائے تھے انہی کی رہنمائی سے ہم ہدایت یاب ہوئے۔ پیغمبروں کے دیے ہوئے وعدہ کے مطابق اپنی آنکھوں سے ثواب کا معائنہ کرنے کے بعد خوش ہو کر اہل جنت یہ بات کہیں گے۔ اہل جنت کو ندا دی جائے گی تمہارے اعمال کے سبب سے یہ جنت تم کو عطا کر دی گئی۔ صاحب مدارک نے لکھا ہے کہ عطاء جنت کو لفظ میراث سے تعبیر کرنا بتا رہا ہے کہ جس طرح میراث بغیر معاوضہ کے حقیقت وارث کو ملتی ہے اسی طرح جنت بھی محض اللہ کے فضل سے بغیر عملی استحقاق کے دی جائے گی (اگرچہ ظاہر میں اعمال عطاء جنت کا سبب ہوں گے مگر حقیقت میں محض اللہ کی مہربانی پر اس کا مدار ہوگا) (تفسیر مظہری)

مضمرات مزید

- کفر و تکبر کرنے والوں کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخلے سے بھی محروم ہوں گے
- اللہ تعالیٰ کے نافرمان کافروں کے لئے دوزخ میں آگ کا بچھونا اور آگ کا ہی اوڑھنا ہوگا
- اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی کو بھی اس کی طاقت و سکت سے زیادہ نہیں بلکہ اس کے حوصلہ و ہمت کے موافق اعمال کا حکم فرماتا ہے جو لائے ایمان اور کئے اعمال صالح تو وہ اہل جنت ہوں گے جہاں وہ دائماً رہیں گے۔
- ۴۳ اللہ تعالیٰ دلوں سے حسد نکال دے گا جنتیوں کے اور وہ حمد بیان کریں گے کہ اللہ کی ہدایت سے پیغمبروں کی رہنمائی سے انہوں نے راہ ہدایت پائی

وہاں اہل جنت کو میراث دی جائے گی [illegible] اعمال صالح [illegible] وارث جنت [illegible]

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ
مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۗ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ ۝
الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝
وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ
الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ
اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور آواز دیں گے جنتی دوزخیوں کو کہ بے شک ہم نے پالیا جو وعدہ فرمایا تھا ہمارے ساتھ ہمارے رب نے سچا۔ تو کیا تم نے بھی پایا جو وعدہ کیا تھا تمہارے رب نے سچا وہ کہیں گے ہاں۔ تو پھر اعلان کرے گا ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان یہ کہ لعنت ہو اللہ کی ظالموں پر * جو روکتے ہیں اللہ کے راستے سے اور چاہتے ہیں اسے کہ ٹیڑھا ہو جائے اور وہ آخرت کا انکار کرتے ہیں * اور ان دونوں (جنت و دوزخ) کے درمیان پردہ ہے اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے جو پہچانتے ہوں گے سب کو ان کی علامت سے اور وہ آواز دیں گے جنتیوں کو کہ سلامتی ہو تم پر (اور ابھی) جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور وہ جنت میں داخل ہونے کے خواہش مند ہوں گے * اور جب پھیری جائیں گی ان کی نگاہیں دوزخیوں کی طرف (تو) کہیں گے اے رب ہمارے! نہ کر تو ہمیں ظالم پیشہ لوگوں کے ساتھ۔ الاعراف ع (۷/۴۴ تا ۴۷ * ت: ج ن)

۴۴۔ جنتی جب جنت میں جا کر امن چین سے بیٹھ جائیں گے تو جہنمیوں کو شرمندہ کرنے کے لئے ان سے دریافت کریں گے کہ ہم نے تو اپنے رب کے ان وعدوں کو جو ہم سے کئے گئے تھے صحیح پایا تم اپنی کہو اس کے جواب میں شرمندگی ندامت سے کہیں گے کہ ہاں ہم نے بھی اپنے رب کے ان وعدوں کو جو ہم سے کئے تھے ٹھیک پایا * اسی وقت ایک منادی ندا کرکے معلوم کرا دے گا کہ ظالموں پر رب کی ابدی لعنت واقع ہو چکی۔ (ابن کثیر)

۴۵۔ اللہ کی لعنت اور اس کی رحمت سے دوری ہو ان نا انصافوں پر جو لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے ہیں اور ٹیڑھا راستہ ڈھونڈتے ہیں اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ (جلالین)

۴۶۔ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک حد فاصل حجاب ہو گا۔ عالم قدس اور عالم ظلمات کے درمیان حد فاصل کو حجاب اور دیوار سے تعبیر کیا ہے نہ یہ مراد کہ ان کے درمیان کوئی اینٹ گارے کی ایسی دیوار جیسی ہوتی جیسی کہ آس پاس کے دو گھروں میں دیوار ہوتی ہے * اہل جنت و دوزخ کے پہچاننے کے لئے اللہ تعالیٰ ایسے لوگ وہاں مقرر کرے گا کہ جو ہر ایک کو ان کی علامتوں سے پہچانتے ہوں گے۔ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ

وہ اعلیٰ طبقہ کے لوگ ہوں گے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نام لیتے جو ہر اہل خیر ایماندار متقی اور اہل شر مشرک و کافر
فاسق کو پہچانتے تھے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو اعراف یعنی بلند مقامات پر بٹھلا کر ہر ایک اہل خیر
و اہل شر کا انجام یعنی جنت و دوزخ دکھا دے گا۔ جب تمام کا فیصلہ ہو چکے گا تب وہ جنت میں جائیں گے
ویسے ہی وہ فیصلہ سے قبل جنت میں نہ جائیں گے البتہ جب فیصلہ ہو جائے گا تو وہ جنت میں داخل ہوں گے
جس کا انہیں یقین ہے سو وہ اہل جنت کو مبارکباد کہیں گے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو (تفسیر حقانی)
ہے۔ اور جب ان کی نگاہیں دوزخ والوں کی طرف موڑ دی جائیں گی تو وہ اللہ کی پناہ مانگیں گے رحمت کی
درخواست کریں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو ان ظالموں کے ساتھ شامل نہ کر دینا یعنی کافروں کے ساتھ
دوزخی نہ بنا دینا۔ صرفت کا لفظ اشارہ کر رہا ہے کہ اصحاب اعراف کی نظروں کو دوزخیوں کی طرف
پھیرنے والا کوئی اور ہوگا (یعنی خدا تعالیٰ) تاکہ وہ دوزخیوں کے حال کو دیکھیں اور پناہ مانگیں۔ رفتار کلام
بتا رہی ہے کہ اعراف والے امید و بیم کی حالت میں ہوں گے یعنی ان کی نیکیوں اور بدیوں کے برابر ہونے کا
تقاضا ہوگا اور یہ حالت انبیاء، شہداء اور صلحاء کی نہیں ہو سکتی ان کو تو اس روز نہ کوئی خوف ہوگا نہ رنج (مظہری)

مفہومات مزید: • اللہ تعالیٰ جب اہل ایمان مسلمانوں کو جنت کی نعمت سے مالا مال فرما دے گا اور کافر و نافرمان
جہنم رسید ہو جائیں گے تو اہل جنت دوزخ والوں کو آواز دیں گے اور ان سے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ایک وعدہ
حق پورا فرما دیا تو جو تم سے کیا ہوا وعدہ پورا ہوا تو وہ جواب دیں گے ہاں ہم سے جو فرمایا گیا تھا اور جو وعید دی گئی
تھی کہ کفر کرو گے تو دوزخ میں پڑو گے چنانچہ ہم اپنے کفر و نافرمانی کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور خدا اور رسول کے ارشادات
کی حقیقت ظاہر و واضح ہو گئی۔ دعوت حق سے انکار کرنا بلاشبہ اپنے اوپر ظلم کرنا ہے ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے

• ظالم وہ ہے جو حق سے دین حق سے خود رکے اور دوسروں کو روکے اللہ کے راستے کو ٹیڑھا بنانے کا خواہشمند ہو اور آخرت کا منکر ہو جائے

• دو متصل مقامات کو ایک دوسرے سے جدا کر دینے کے لئے درمیان میں کوئی روک، پردہ یا دیوار قائم کر دی جاتی
ہے۔ جنت و دوزخ کے درمیان جو دیوار یا حجاب قائم ہے اسے "اعراف" سے موسوم کیا گیا ہے۔ "اعراف"
جمع ہے عرف کی بمعنی اونچائی بلندی ظہور۔ اسی لئے مرغ اور گھوڑے کی گردن کے بالوں کو عرف الدیک یا
عرف الدابہ کہا جاتا ہے اسی سے ہے معروف بمعنی مشہور۔ الاعراف میں الف لام عوض ہے اصل میں
اعراف الحجاب تھا یعنی اس حجاب کی بلندی پر کچھ لوگ ہیں اعراف دراصل اسی حجاب کی بلندی
کا نام ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے اعراف پر کون لوگ ہیں اس میں مفسرین کے سولہ قول ہیں
(۱) وہ کچھ فرشتے ہیں جو مردانہ روپ کی شکل میں ہوں گے جنتیوں کو خوشخبری دوزخیوں کی ملامت کریں گے (بیضاوی بحوالہ آیت)

• اصحاب اعراف کی نظریں جب یعنی دوزخیوں کی طرف پھیر دی جائیں گی تو وہ التجا کریں گے اللہ تعالیٰ سے پناہ
مانگیں گے اور عرض کریں گے ہمیں ان کے ساتھ نہ رکھیو یعنی ان ظالموں کے ہمراہ دوزخ میں نہ ڈال دیجیو بلکہ اپنے کرم سے ہمیں
جنت سے سرفراز فرما دے

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ
وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ
اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّ
رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ
الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا
لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

اور اعراف والے پکاریں گے (بہت سے) اشخاص کو جنہیں وہ ان کے قیافہ سے پہچانیں گے (اور) کہیں گے
کہ تمہارے کچھ کام نہ آیا تمہارا جتھا اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا * یہی وہ لوگ ہیں نا جن کی نسبت
تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ان پر اللہ رحمت نہ کرے گا (ان کو تو یہ حکم ہو گیا کہ) جنت میں
داخل ہو جاؤ (جہاں) تم پر نہ کوئی خوف واقع ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے * اور دوزخ والے
پکاریں گے جنت والوں کو کہ ہمارے اوپر کرم کرو کچھ پانی ہی سے یا اس سے جو تمہیں اللہ نے
کھانے کو دے رکھا ہے، وہ کہیں گے کہ اللہ نے تو ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کر رکھا ہے *
(وہ کافر) جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا تھا اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکہ میں
ڈال رکھا تھا۔ سو آج ہم (بھی) انہیں بھلائے رہیں گے جیسا کہ وہ آج کے دن کا پیش آنا بھلائے
رہے تھے اور جیسا کہ ہماری آیتوں سے دانستہ انکار کرتے رہتے تھے * اور ہم نے ان کے پاس
(ایسی) کتاب پہنچا دی ہے جسے ہم نے علم کے ساتھ خوب کھول دیا ہے۔ ان لوگوں کے حق میں بطور ہدایت
ورحمت کے جو ایمان رکھتے ہیں * وہ بس اس کے مصداق ہی کا انتظار کر رہے ہیں (سو) جس روز
اس کا مصداق پیش آ جائے گا تو وہ لوگ جو اس کو پیشتر سے بھولے ہوئے تھے بول اٹھیں گے کہ
واقعی ہمارے پروردگار کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے سو اب ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری
سفارش کر دیں، یا کیا ہم (پھر) واپس جا سکتے ہیں تاکہ جو ہم کیا کرتے تھے اس کے برخلاف کچھ اور کریں
یقیناً انہوں نے اپنے کو خسارہ میں ڈال دیا اور ان سے گم ہو گیا جو کچھ وہ گڑھا کرتے تھے (۷/۴۸ تا ۵۳ * ت: م)

۴۸۔ کفر کے جن ستونوں کو کافروں کے جن سرداروں کو اعراف والے ان کے چہروں سے پہچان لیں گے انھیں ڈانٹ ڈپٹ کر کے پوچھیں گے کہ آج تمہاری کثرت جمعیت کہاں گئی اس نے تو تمہیں مطلقاً فائدہ نہ پہنچایا آج وہ تمہاری ضد ہٹ دھرمی تکبر اور اکڑ فوں کیا ہوا کہ تم تو متعدد علاقوں میں اکڑ کر پھرتے تھے (ابن کثیر)

۴۹۔ اور ضعیف مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے (اہل اعراف) دوزخ والوں سے کہیں گے کیا یہ وہی وہ لوگ ہیں جن کے بارہ میں تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ ان پر رحمت نہ کرے گا بے شک ان کا حال تو یہ ہے کہ ان کو حکم ہو گیا داخل ہو جاؤ تم جنت میں اس حال میں کہ تم پر کچھ خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہو گے۔ (جلالین)

۵۰۔ دوزخی جنتیوں سے نہایت عاجزی سے سوال کریں گے کہ جہنم کی گرمی اور اس کے شعلوں نے ہمارے دل بھون ڈالے پھر کچھ پانی ڈال دو یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اوپر سے وہی پھینک دو اہل جنت ان کے جواب میں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں کافروں پر حرام کر دی ہیں۔ (حقانی)

۵۱۔ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا کہ حلال و حرام میں اپنی ہوائے نفس کے تابع ہوئے جب ایمان کی طرف انھیں دعوت دی گئی تمسخر کرنے لگے اور دنیا کی زندگی نے انھیں فریب دیا اس کی لذتوں میں آخرت کو بھول گئے تو آج ہم انھیں چھوڑ دیں گے جیسا انھوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا اور جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے (کنزالایمان)

٥٢۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم ان دوزخی کفار کو غافل رکھ کر یہ مذکورہ عذاب نہیں دیں گے ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک آسمانی کتاب یا یہ قرآن مجید پہنچا دی ہے جس میں یہ چار صفات ہیں اس میں رحمت عذاب جیسی چیزیں یا احکام وغیرہ تفصیل وار بیان فرما دیے آپ نے وہ سب کھول دیے۔ دوسرے یہ کہ یہ کتاب عظیم علم پر شامل ہے اس میں سارے علوم موجود ہیں تیسرے یہ کہ یہ کتاب مومنوں کے لئے ہدایت ہے چوتھے یہ کہ یہ کتاب ان کے لئے رحمت ہے جب ہم نے ان کو دنیا میں سب کچھ بتا دیا فرما دیا پھر یہ کافر ہی رہے تو اب ان کو عذاب دیا جانا بلا وجہ اور بلا قصور بے خبری کی حالت میں نہ ہو گا اور نہ وہ کوئی عذر کر سکیں گے (اشرف التفاسیر)

٥٣۔ ان لوگوں کو اور کس بات کا انتظار نہیں صرف آخری نتیجہ کا انتظار ہے جس روز اس کا آخری نتیجہ (سامنے) آجائے گا اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے یوں کہیں گے کہ ہمارے رب کے پیغمبر بے شک سچی سچی باتیں لائے تھے سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ ہماری سفارش کر دے یا (دنیا میں) ہم کو دوبارہ لوٹا دیا جائے کہ ہم پہلے کئے ہوئے اعمال کے برخلاف اعمال کریں (اس وقت) وہ یقیناً خود خسارہ میں پڑ چکے ہوں گے اور جو باتیں وہ تراشتے تھے سب غائب ہو جائیں گی۔ هَلْ يَنظُرُونَ یعنی قرآن پر ایمان لانے کے لئے ان کو اور کس بات کا انتظار نہیں ہے تَأْوِيلَهُ یعنی قرآن نے جو وعدہ و وعید بیان کیا ہے اور جس نتیجہ اور انجام کی صراحت کی ہے اس کے سامنے آنے کے منتظر ہیں گویا بدلے کیا تاویل سے مراد ہے سزا و جزا يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ یعنی مرنے کے دن یا قیامت کے دن جب سزا جزا یا نتیجہ سامنے آ جائے گا۔ نَسُوهُ یعنی انہوں نے اس کو ایسا چھوڑ دیا تھا جیسے کوئی بھولنے والا چھوڑ دیتا ہے اور اس پر ایمان نہیں لائے تھے قَدْ جَاءَتْ یعنی ان پر پیغمبروں کی سچائی کھل جائے گی اس لئے پیغمبروں کی صداقت کا اقرار کریں گے مگر اس وقت یہ اقرار بے کار ہوگا (مظہری)

معلومات مزید:

• اصحاب اعراف نے نافرمانوں، کافروں، مشرکوں اور دوزخیوں کو ان کے قیافہ سے پہچان کر ان لوگوں کو پکارا کہ نہ تو تمہارے جتھے، گروہ اور جمعیت تمہارے کام آئی اور نہ تمہاری شرارتیں، تکبر، گھمنڈ، شیخیاں، ضد اور من مانی کام آئی۔

• جن لوگوں نے ایمان لایا اعمال صالحہ کئے اطاعت حق اور اتباع رسول میں اپنی زندگیاں گزاریں آخرت میں ان کے لئے راحتیں اور انعام عظیم یعنی جنت ہے اعراف والوں نے ان جنتیوں کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم (یعنی دوزخی) کہا کرتے تھے کہ ان کو رحمت حق سے کچھ نہ ملے گا تمہارا کہنا سراسر غلط تھا تم خود دیکھ لو کہ ان ایمان والوں سے رحمت حق پکار کر فرما رہی ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ آج نہ تمہیں کوئی خوف ہے اور نہ کوئی رنج ہے

• اہل دوزخ اہل جنت کی راحتوں آسائشوں اور انہیں ملنے والی نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر حسرت کے ساتھ ان سے کہیں گے کہ ہم گرمی، پیاس اور عذاب کی شدتوں سے دوچار ہیں ہمیں کچھ پانی یا اور کوئی چیز ہی دے دو جو اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے ان کو جواب ملے گا کہ تم جو چیزیں طلب کر رہے ہو اللہ تعالیٰ نے ان کو کافروں کے لئے حرام کر دی ہیں ٭ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اعراف والے جنت میں چلے جائیں گے تو دوزخیوں کو بھی طمع دامنگیر ہوگی اور وہ عرض کریں گے یا رب جنت میں ہمارے رشتہ دار ہیں اجازت فرما کہ ہم انہیں دیکھیں ان سے بات کریں۔ اجازت دی جائے گی تو وہ اپنے رشتہ داروں کو جنت کی نعمتوں میں دیکھیں گے اور پہچانیں گے لیکن اہل جنت ان دوزخی رشتہ داروں کو نہ پہچانیں گے کیوں کہ دوزخیوں کے منہ کالے ہوں گے صورتیں بگڑ گئی ہوں گی تو وہ جنتیوں کو نام لے لے کر پکاریں گے کوئی اپنے باپ کو پکارے گا کوئی بھائی کو اور کہے گا میں جل گیا مجھ پر پانی ڈالو اور تمہیں اللہ نے دیا ہے کھانے کو دو اس پر اہل جنت کہیں گے بے شک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔

• جس طرح نافرمانوں نے دنیا میں دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا تھا اور دنیوی زندگی کی عارضی چمک دمک نے انہیں حق فراموش اور آخرت سے غافل بنا دیا تھا تو قیامت میں بھی وہ بھلا دیئے جائیں گے رحمتوں سے محروم کر دیئے جائیں گے جس طرح انہوں نے (حق تعالیٰ کے سامنے پیشی اور پہنچنا) اجر آخرت کو بھلا دیا تھا وہ بھی فراموش کر دیئے جائیں گے یہی نافرمان کافر ہیں جنہوں نے آیات ربانی کا انکار کیا تھا۔

• اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت کے لئے آسمانی کتاب قرآن مجید نازل فرمائی تاکہ اس کی تعلیمات کی روشنی میں دارین کی سعادتوں سے بہرہ مند ہوں قرآن حکیم میں کمال علم سے ہر بات کو واضح فرما دیا ہے عالم آخرت کے حقائق بھی معلوم کروا دیئے گئے کافروں نے انکار کیا کیونکہ وہ ازلی شقی ہیں اور قرآن پاک اہل ایمان کے لئے سراسر ہدایت اور رحمت ہے اہل ایمان اس کی برکتوں سے دارین میں حصہ پاتے ہیں اور وہ ہر قسم کے شک اور بے یقینی سے مبرا ہوتے ہیں

• یہ لوگ اسی کے منتظر رہے ہیں کہ اس کا انجام دیکھیں اور جب انجام سامنے آئے گا تو جو ایمان سے دور تھے کہیں گے کہ بے شک پیغمبران حق سچے احکام کے ساتھ ہمارے پاس آئے تھے ان کا پیام حق تھا اب وہ ڈھونڈتے ہیں کہ ہے کوئی ہماری سفارش کرنے والا یا ہم دنیا میں لوٹا دیئے جائیں تاکہ ہم نئے سرے سے ایمان لائیں اور اعمال صالح کریں اب تک جو کیا اس کے برعکس کریں ان سے کہا جائے گا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا بے شک انہوں نے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا اور وہ تمام کئے جو ان کی ہلاکت اور رسوائی کا باعث بنے وہ اپنے فریب اور جھوٹ کے نتیجہ کو پہنچے